ان کو گوارا کرنے کا ایک مفسدہ یہ ظاہر ہوا کہ نماز کے بعد سیاسی امامت کے سلسلے میں بھی وہ احتیاط نہ رہی جو امامتِ نماز کے ساتھ ایک حد تک ملحوظ رہی۔ نماز میں ایک حد تک یہ گھپلا زیادہ پاؤں نہ پھیلا سکا۔ لیکن سیاسی امامت کا مقام "رشد و ہدایت" سے بالکل آزاد ہو گیا۔ چنانچہ اس پر اب تک ایسے ایسے لوگ فائز رہے ہیں جن کو سنگسار کیا جانا چاہیے تھا۔ وہ عموماً بین الاقوامی شہرت کے بدکردار لوگ رہے ہیں لیکن ان کے اس پہلو پر اس لیے پردہ پڑا رہا کہ وہ برسرِ اقتدار تھے یا بدوں میں ان کی بدکرداری کی طرف انگلیاں نہ اٹھ سکیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اب یہ کانٹا بدل دینا چاہیے، نماز کی امامت کے لیے نیک شہرت کے حامل، بلند کردار اور دیدہ ور حضرات کو آگے لایا جائے تاکہ ان کے ذریعے اس خلا کو بھی پُر کیا جا سکے جو سیاسی فضا میں سرایت کر گیا ہے اور جس نے اگر ہمارے اسلامی معاشرہ کی مزاج اور اخلاقی اقدار کو حد درجہ غلط متاثر کیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ (۱) امامت نماز (۲) اور سیاسی امامت کو پھر باہم جوڑ کر ایک کر دیا جائے اور انہی مکارمِ حیات کے ساتھ جو کبھی ان کا طرۂ امتیاز رہا ہے تو یقین کیجیے! وہ امتِ مسلمہ پر موجود اور مشہود ہو سکتی ہے جس کے احیا کے لیے خاتم المرسلین کی بعثت ہوئی اور جس کی نوید حضرت خلیل اللہ سناتے رہے۔ واللہ اعلم۔

نمازِ قصر کے لیے مسافت کا تعین

جنگل خیل (کوہاٹ) سے ایک شخص پوچھتے ہیں کہ:-

ایک شخص ملازم ہے لیکن روزانہ اُسے نو میل دور جا کر واپس آنا ہوتا ہے کیا اسے وہاں قصر کرنا چاہیے یا پوری نماز پڑھنا چاہیے۔

الجواب

مسافت- اس میں خاصا اختلاف ہے، اس کی وجہ نقلی دلیل سے زیادہ عرف کی بات ہے کہ: لوگ کتنی مسافت کو "سفر" تصور کرتے ہیں؛ جہاں تک نقلی دلیل کی بات ہے، اس سلسلے میں بعض روایات تو وہ ہیں جن سے سفر کی کم از کم حد اخذ کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ کہنا کہ سفر میں فلاں فلاں جگہ آپ نے بھی قصر نماز پڑھی- شرعی حد سفر کی نشاندہی کے لیے کافی نہیں ہے- ہاں دو مرفوع روایات ایسی ہیں جن سے اس سلسلے میں مدد مل سکتی ہے- وہ یہ ہیں:

ابو سعید خدریؓ - کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إذا سافر فرسخًا یقصر الصلوٰۃ

(سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ)

"یعنی جب آپ تین میل کے سفر پر نکلتے تو قصر کرتے۔"

تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ یہی روایت احمد بن منیع اور عبد بن حمید نے بھی روایت کی ہے، کچھ علماء نے لکھا ہے کہ سعید بن منصور والی روایت اگر صحیح ثابت ہو جائے تو کام بن جائے لیکن یہ ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں، ابو ہارون عمارۃ بن جوین ہے جو شیعہ، متروک اور متہم بالکذب ہے (میزان و تقریب)

قال البوصیری، مدار اسانیدھم علی ابی ھارون وھو ضعیف (الاتحاف)

حضرت انس - کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ مَسِیْرَۃَ ثَلٰثَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ ثَلٰثَۃِ فَرَاسِخَ شعبۃ الشاکّ، صلی رکعتین (مسلم وغیرہ) یعنی تین یا نو میل کے سفر پر نکلتے تو دو گانہ پڑھتے۔

تین یا نو میل؟ حضرت شعبہ کو شک ہے، تاہم تین کے بجائے نو میل کم از کم اس کی حد تسلیم کر لی جائے تو تین بھی اسی میں آجاتے ہیں، اگر اس روایت کو نظر انداز کر دیا جائے یا اپنی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تو یہ "چوں چوں کا مربا یا چیستاں" بن کر رہ جائے، کیونکہ امام ابن تیمیہؒ اور ابن القیم اور امام شوکانی وغیرہ کا جو ارشاد ہے، امام بخاریؒ کا میلان اس کے بالکل برعکس ہے، یہی حال صحابہ اور دوسرے ائمہ کا ہے۔ اس لیے قاطع نزاع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے اور صحیح مسلم کی مندرجہ بالا روایت سے بہتر اور کوئی روایت نہیں ہے۔

بعض بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ دراصل اثناء سفر کی بات ہے کہ گھر سے نکل کر جب تقریباً تین یا اس سے زیادہ فاصلہ پر پہنچتے اور نماز کا وقت آجاتا تو آپ قصر کر لیتے۔ دراصل یہ ایک تکلف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس قسم کے اعتراضات کو رد کر دیا ہے (فتح)

اتنا سفر کہ جا کر انسان "اجنبیت" محسوس کرنے لگ جائے تقریباً تقریباً نو میل اس کی حد ہو سکتی ہے۔ ۴۸ میل یا اس سے کم و بیش کی حد آثار صحابہ اور تابعین سے اخذ تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس پر صحابہ کا اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے ان کا عمل دوسرے کے لیے حجت نہیں رہتا۔ اس لیے اگر صحیح مسلم کی روایت پر قناعت کر لی جائے تو انسان کے لیے شرعی معذرت بن سکتی ہے۔ باقی رہے دوسرے سہارے؟ آپ کے لیے وجہ معذرت نہیں بن سکیں گے کیونکہ ہم نے ان کا کلمہ نہیں پڑھا۔

(عزیز زبیدی)

(... ہوتا ہے (مدیر))